رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا
کروں گا دور اس منہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر و پروپرائیٹر
قاسم علی خاکسار

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۳ء | نمبر 25/26

دارالامان کی خبریں

۱- جمعہ سے پہلا روزہ ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نماز ظہر سے بعد مغرب تک درس قرآن کریم دینا شروع کیا ہے گرمی کی شدت اور رمضان کا مہینہ صحت کا یہ حال پھر ۵ گھنٹے مسلسل درس دینا سوائے تائید روح القدس کے ناممکن ہے۔

۲- میر قاسم علی صاحب اور مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب سامانہ (پٹیالہ) سے مظفر و منصور واپس آئے۔ غیر احمدیوں نے مباحثہ سے فرار کیا مفصل پھر۔ بنوں سے جناب حافظ روشن علی صاحب و میر محمد اسحٰق صاحب بھی واپس آ گئے۔

۳- مسجد مبارک میں قاری فخار یسین صاحب۔ مسجد اقصیٰ میں حافظ روشن علی صاحب مسجد نور میں سلطان احمد صاحب قرآن سناتے ہیں

قبولیت دعا

"اس قسم کے بیسیوں خط روزانہ آتے ہیں
صرف نمونہ دیا ہے" (ایڈیٹر)

خاکسار کے ایک دوست منشی بھگو انداس صاحب محافظ دفتر ہیں۔ ان کے گھر میں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ لڑکی پیدا ہونے کے بعد ان کی اہلیہ صاحبہ سخت بیمار ہو گئیں اور ایک روز چار بجے صبح کے وقت انکو سخت مایوسی ہو گئی۔ انہوں نے خدا کے آگے دعا کی اور دعا میں یہ بھی التجا کی کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح قادیان کی خدمت میں صحت ہو جانے پر دو روپیہ (دعا کے) روانہ کرونگا۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح یعنے حضور کا نام مبارک لیا اسی وقت سے مریضہ کو صحت ہونی شروع ہو گئی بعد صحت یہ خوشخبری لالہ صاحب نے مجھے سنائی اور دو روپیہ بھی عطا کئے جو آج بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیئے گئے

ہیں یہ میرے دوست لالہ بھگوانداس صاحب خلیفہ خانی سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی زار روس کو صحیح مانتے ہیں۔ (خاکسار مظہر حسین احمدی ہیڈ کنسٹبل دوم ریاست پٹیالہ)

۲- اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا منظور فرما کر اپنی ہمارے حق میں فرمائی ہے یہ ایک بڑی کرامت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائی ہے غیر احمدی اس کرامت و معجزہ کو منجانب اللہ ہونا مانتے ہیں۔ مبارک ہو۔

عاجز علی احمد احمدی از ہیلاں

۳- حضور کی دعا کی برکات + میرے بھائی کالڑکا بیمار ہوا اللہ نے اسے صحت دی ۲- میرا بھائی بیمار ہوا اللہ نے اسے صحت دی۔ ۳- دو احمدی دوست بیمار ہوئے اللہ نے انہیں صحت دی ۴- ۔۔۔ کی بیماری کی صحت کے لئے اللہ نے اسے صحت دی۔ ۵- میں خود بیمار ہوا تھا دعا کیلئے لکھا اللہ نے اسے صحت دی ۶- میرے بھائی ڈاکٹر کی لڑکی بیمار ہوئی اللہ نے صحت دی ۷- سندھ کے سفر سے

مطبوعہ ریاض قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ایم قاسم علی نے چھپوا کر شائع کیا (۱۹- جون ۱۹۱۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈیرہ غازی خان میں ابن خضر جو کی گت

۲۶ و ۲۷ مئی کو یہاں اہلحدیث کا جلسہ تھا جلسہ کیا تھا صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف مولوی ثناء اللہ کے چند لیکچر تھے جو تمسخر اور استہزا سے پُر تھے۔ گویا ایک کھیل اور تماشہ تھا۔ جو یہاں کی پبلک کو دکھایا گیا۔

سلسلہ حقہ کا سب سے زیادہ مشہور معاند ہونے کی حیثیت میں نووارد ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کو اپنی باتیں سننے کا مشتاق پاکر امرتسری مکذب نے بڑی بہادری چالاکی یہ کی کہ بغیر کسی پروگرام کے بے سوچا تقریروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک ہی وقت میں حضرت مسیح موعود کی مختلف کتب سے کئی حوالے صرف چند لفافوں میں لا تقربوا الصلوٰۃ کے مصداق پڑھ کر سنا دیتا اور پھر اپنی طرف سے اوپر کئی رنگ الله حاشیئے چڑھا کر حسب عادت مضحکے اڑاتا رہتا۔ ایسی صورت میں یہ ناممکن تھا کہ اسکے ہر ایک قول پر گرفت کی جا سکتی اور ظاہر کیا جاتا کہ جو کچھ وہ کہتا یا پڑھ کر سناتا ہے وہ حضرت مسیح موعود کے منشار سیاق و سباق عبارت یا دیگر تحریرات کے بالکل مخالف ہوتا ہے غرض اسنے یہاں کی پبلک کو ثنائی چالوں سے ناواقف دیکھکر حضرت مسیح موعود کے خلاف اپنے علم و ہنر کے جوہر دکھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر اللہ تعالےٰ نے آخر اسکی عیاری کو ظاہر کر ہی دیا اور اسی مجلس میں اسے ذلت کا مزہ چکھنا پڑا۔ چنانچہ باوجودیکہ اپنی تقریروں میں یہ اعلان کرنے کے کہ میں جو کچھ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرکے بیان کرونگا وہ زبانی نہ ہوگا بلکہ حضرت مرزا صاحب کی اپنی کتاب سے حوالہ پڑھکر سناؤنگا۔ ایک موقعہ پر دوران تقریر میں زبانی بیان کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون نہیں آئیگی۔ حالانکہ طاعون آئی جس سے دو سو رو نکے علاوہ بعض احمدی بھی قادیان میں فوت ہوئے اسپر حسب معمول مضحکہ اڑا کر جب آگے چلنے لگا تو ہماری طرف سے مطالبہ ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی کتاب کا حوالہ کیوں نہیں پڑھا گیا جس میں آپ نے لکھا ہو کہ قادیان میں مطلق طاعون نہیں آئے گی چونکہ ایسا کوئی حوالہ نہیں تھا امرتسری منکر نے دیکھا کہ اب سارا کھیل بگڑتا ہے لگا ہاتھ پاؤں مارنے تاکہ کسی طرح لوگوں پر اسکی قلعی کھلنے نہ پاوے اول حضرت مولوی عبد الکریم مرحوم کا ایک مضمون لیکر پڑھنا شروع کر دیا جب کہا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریر نہیں ہے تو مجبور ہوکر رسالہ دافع البلاء کا وہ حوالہ پڑھا جہاں آپنے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ اپنے رسول کے تختگاہ یعنی قادیان کو بھی طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ اور چاہا کہ اسی پر اسکی نجات ہو جاوے مگر ہم نے پھر کہا کہ یہ حوالہ ادھورا ہے جب تک اسکے ساتھ فٹ نوٹ نہ پڑھا جاوے اور استدعا کی کہ وہ حاشیہ بھی پڑھکر سنا دیا جاوے۔ ثناء اللہ کے لئے اس فٹ نوٹ کا پڑھنا موت کے برابر تھا کیونکہ ابھی تو وہ کہہ چکا تھا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہ آوے گی پھر کس منہ سے وہ نوٹ پڑھکر سنا سکتا تھا جسمیں صاف لفظوں میں حضرت مسیح موعود نے لکھا تھا کہ طاعون کی تباہی سے محفوظ رہنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ مطلق قادیان میں طاعون نہ آئیگی بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ طاعون جارف نہ آئیگی جو ایک جہاڑو پھیرنے والی طاعون ہوتی ہے جس سے لوگ کتوں کی طرح مرتے ہیں اور گھر ویران کرکے نکلجاتے ہیں اسلئے کوئی حرج نہیں اگر شاذ و نادر کے طور قادیان میں کبھی کبھی طاعونی اموات ہوں ہر چند بار بار ہماری طرف سے کہا گیا کہ حاشیہ سنایا جاوے مگر امرتسری مکذب نے نہ پڑھا ہو پڑھا البتہ لوگوں کی توجہ بہکانے اور اپنی شرمندگی مٹانے کے خیال سے یہ کہکر کہ لو جی اب میں حاشیئے حواشی سناتا ہوں کسی پرانے پرچہ الحکم سے حضرت مولوی عبد الکریم مرحوم کا ایک لمبا غلط پڑھنا شروع کر دیا یہ اسلئے کیا تاکہ بے خبر لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے مطالبہ پر اسنے کچھ نہیں پڑھا بلکہ ان کو معلوم ہو کہ مطالبہ سے بھی بہت بڑھکر سنا دیا ہے بہت دیر کے بعد جبوقت اسنے پڑھنا ختم کیا تو درد و غم کا یہ نمونہ بایدرسانید کی مثل پر عمل کرنا ضروری خیال کرکے بلاوہ مولوی محمد عثمان صاحب نے کھڑے ہوکر کہا کہ ہر چند ہمنے مولوی صاحب سے کہا ہے کہ رسالہ دافع البلاء کا حاشیہ پڑھکر سنا دیں مگر انہوں نے نہیں سنایا پر نہیں سنایا کتاب ہمیں دی جاوے ہم خود پڑھکر سنا دینگے پہلے تو کتاب دینے سے ہی انکار کیا مگر بعد ازاں شائد اس خیال سے کہ حاضرین پر اسکا برا اثر ہوگا۔ ناچار کہا کہ آؤ ہماری سٹیج پر آکر وہ حاشیہ پڑھکر سنا دو چنانچہ مولوی محمد عثمان صاحب وہیں پہنچے اور خوب بلند آواز سے حاشیہ پڑھکر سنایا اور واضح کرکے اسکا مطلب بھی بیان کر دیا۔ ساتھ ہی ثنائی فتح کی حقیقت ظاہر کرنیکے لئے ثنائی رسالہ پر عکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق "فاتح قادیان" کے صفحہ ۸ سے فیصلہ ثالث کی مندرجہ ذیل سطور بھی پڑھکر سنا دیں۔ میں امید کرتا ہوں اور تمام صاحبان سے التماس کرتا ہوں کہ وہ میری رائے کو کسی طرح بھی اپنے مذہبی عقائد کی مخل تصور نہ فرماویں بیشک شرائط مباحثہ کے رُو سے ایک فریق کی جیت اور دوسرے فریق کی ہار میری رائے سے تصور ہو سکتی ہے لیکن میری رائے کسی صورت میں بھی مسئلہ مذہبی کی فیصلہ کن نہیں ہو سکتی اور یہ جیت اور ہار بھی ویسی ہی ہوگی جیسا کہ دو متخاصمین کسی چند سالہ معصوم اور دنیا سے بالکل ناواقف بچے سے التماس کریں کہ جس شخص کے سر کو تو ہاتھ لگائیگا وہ فیحتاب تصور ہوگا اور وہ بچہ ان کے کہنے سے بلا جانے کسی امر کے ایک شخص کے سر کو ہاتھ لگا دیوے فی الواقعہ میری واقفیت دربارۂ اسلام جو کہ ایک وسیع سمندر ہے اس نادان اور ناواقف بچے سے بدرجہا کم ہے اور میری رائے کا کوئی اثر کسی اور شخص پر نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اور شخص اس کا پابند ہو سکتا ہے اور میرا یہ دعوٰی ہے کہ فریقین بھی اپنے اپنے مذہبی عقائد کے بموجب شرائط مباحثہ تین سو روپیہ کی رقم کی ہار جیت ہو جاوے"

اگرچہ نوٹ مذکور پڑھ جانے کے بعد امرتسری منکر نے بڑا زور لگایا کہ کسی طرح یہ ثابت کر جائے کہ قادیان تباہی انگیز طاعون سے محفوظ نہیں رہی مگر حقیقت شناس سامعین پر اچھی طرح روشن ہو گیا کہ امرتسری منکر کی یہ باتیں حرکات بزبوحی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں (باقی ہے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق قادیان

مورخہ ۷-۱۴ جون ۱۹۱۷ء

قادیان سے بمبئی تک

یہ سفرنامہ ہے ہمارے مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر بی اے کا بمبئی تک تو ہزاروں آدمی گئے ہیں۔ مگر ادبی دنیا میں ممتاز جگہ پانیوالے دیار حبیب کے مسافر کا تخیل ملاحظہ ہو جسمیں ہمنے بخیال اختصار کچھ کمی کردی ہے (ایڈیٹر)

۱۷۔ مئی ۱۹۱۷ء۔ شام ہوچکی ہے آسمان زمین کے قریب ہے۔ بوندا باندی شروع ہے اور دل کی خشک اور بے گیاہ چوٹیوں کو غسل دیا جارہا ہے۔ گاڑی کے دونوں طرف کہیں کہیں ریتکے تودے بھی آتے اور ہندوستان میں عرب کا نقشہ دکھاتے ہیں۔ جزیرہ نمائے عرب کا مسافر اس منظر کو دیکھکر کسی ایسے خیال میں محو ہے جسکا دوسری ہاں ہی تصور باندھ سکتا ہے جو کبھی عالم بے اختیاری میں کہتا ہے ؎

راتیں کٹی ہوں جسکی جاناں کے درد و غم میں
وہ جانتا ہے جان کی عاشق کے جاں کنی کو

اس خیالات کے سلسلہ اور اس خاموشی کو توڑنے کے سامان پیدا ہوئے اور دو باوا جی گاڑی میں آبیٹھے مسافر کو موقعہ ملا کہ انسے بات کرے اپنی کہے انکی سنے ؛

مسافر۔ باوا جی آپ کون سادھو ہیں؟ کیا آپ آبو کے کچھ حالات بتا سکتے ہیں ؛

سادھو۔ ہم سنیاسی ہیں۔ اور آبو پرنانا پرکار کے سادھو گپھاؤں (غاروں) میں رہتے ہیں۔ وہاں جینی مندر سب سے زیادہ خوبصورت چیز ہے۔ بڑی رونق ہے مگر باہو لوگ ہم سے تو آبو کا باہو ور گزار کا سدھم کینگے ؛

(مطلب یہ کہ آبو پر اچھے فقیر نہیں ہوتے وہاں صرف باہو لوگ رہتے ہیں۔ کاٹھیاواڑ کے پہاڑ گرپرت کی چوٹی گرنار پر اچھے خدا رسیدہ سادھو رہتے ہیں قیام ریاست جوناگڈھ میں ہے)

مسافر۔ مہاراج کچھ جینی مندر کا حال سنائیے ؛

سادھو۔ جینی مندر کے اندر ننگی تصویریں ہیں۔ بڑے مندر کی دس سیڑھیاں ہیں ۵ سونے کی اور ۵ چاندی کی۔ بہت جینی لوگ پارسناتھ جی کے درشنوں کو جاتے ہیں ؛ (اسکے بعد سادھو صاحب نے جینیوں کی بعض مکروہ رسومات کا ذکر کیا جسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں)

ابھی میں چاہتا ہی تھا کہ سادھوؤں کو بنسی والے کرشن کا پیغام اسی طرح سناؤں جس طرح مسٹر اندرس کو تفصیل سے سنایا تھا مگر ع

دل کی دل میں رہی بات نہ ہونے پائی

اور مہاراج دوسرے سٹیشن پر بھکشا لینے کے لیئے اتر پڑے۔ مسافر نے آرام کرنا مناسب سمجھا۔ مگر ابھی سارے دس ہی بجے تھے کہ باندا کوئی کا اسٹیشن آگیا۔ اور آوازیں آنی شروع ہوئی۔ اترو اترو۔ تھرڈ کلاس والے پچھلی گاڑیوں سے اترو اچھا باوا اتارلے۔ تیرے بس میں ہیں۔ کچھ کچھ خیالات لیکر اترے ہی تھے کہ پکارنیوالے نے پکارا اگلی گاڑیوں میں بیٹھ جاؤ گاڑی یہاں سے فاسٹ پسنجر ہوگی۔ خیر یہ سنکر خوشی ہوئی اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہوئے میاں سعید! خان ارجمند چیزیں تو سب ٹھیک ہیں نا؟ دوسری گاڑی میں بیٹھے اور اس تبدیلی سے نیک فال لیا کہ تکلیف کے بعد خدا ترقی دیتا اور دیگا انشاء اللہ ؛

اجمیر دیکھ کر احمدی جذبات

۱۸۔ مئی ۱۹۱۷ء۔ اردل مہاراج ہم سے اب مانوس ہوگئے ہیں قریب آتے جارہے ہیں اور یہ وہ مقام ہے جسکو تمام راجپوتانہ کا وسط کہا جائے تو موزون ہے۔ سامنے پہاڑ کے دامن میں سفید سفید عمارتیں دکھائی دیتی ہیں بتلانے والا بتاتا ہے یہ کالج اجمیر ہے گرداگرد مشن کی عمارتیں ہیں۔ یہ سب دیکھکر ؎

دلمیں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔ بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانے کیا یاد آیا

عالم خیال میں سیر کرتے ابھی کچھ منٹ بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ وہ شہر آگیا جسکا نام داعی اسلام کے قلب میں جوش اور درد پیدا کرتا ہے۔ جسکی تاریخ ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے صفحات پر سنہرے حروف سے لکھی ہوئی ہے۔ میری مراد اس سے خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا اجمیر ہے۔ اسٹیشن پر پہنچکر کیا دیکھا ایک سید صاحب مجاور درگاہ خواجہ کچھ پھول لیئے کھڑے ہیں اور مسافروں سے کہتے ہیں :-

"کچھ ہے نذر خواجہ"

ہم کو پھر حکم ہوا کہ اترو اترو۔ تھرڈ کلاس والا اترو۔ اچھا میاں! اتریں تو سہی آخر اتر کر جائیں کہاں اور کیا کریں ؟

صاحب! اور دام خرچیئے یہی تھرڈ ڈیوڑھا ہوجائیگا گاڑی یہاں سے ڈاک بنجائے گی چلیئے جلدی کیجئے گاڑی جاتی ہے ؛

ہمارے منشی صاحب ایک بوڑھے قلی تھے اپنے اسباب اٹھایا ایک باوصاحب کا پتہ دیا ٹکٹ بنوایا گیا دوسری گاڑی میں بٹھایا مزدوری کی باری آئی پوچھا گیا میاں قلی کیا لوگے اور ہاں میاں تمھاری کسقدر آمد ہوتی ہے ؟

خواجہ بھیجتا اور بہت بھیجتا ہے
دیتا اور بہت دیتا ہے

درگاہ کے مجاور خواجہ والے مجاور اور خواجہ کو دراق سمجھنے والے بڑے میاں قلی رخصت ہوئے مسافر گاڑی میں بیٹھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کا مزار دور ہے اجمیر میں نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی طلبگار بھی ہے۔ گویا معین الدین چشتی کا اجمیر آج مر رہا ہے۔ جو اجمیر ایک وقت کفرستان میں واحد خدا کے پرستار کا مقام تھا جہاں سے نور اسلام کی شعاعیں دشت راجپوتانہ کی ریت پر گنگا جمنا سندھ و برہمپتر اور راس کماری تک پہنچی تھیں جہاں سے اودی بندھیاچل اور ہمالہ کے سیاہ پہلو منور ہوئے تھے۔ جہاں سے مردہ آریہ ورت کو زندہ کرنے کا سامان کیا گیا تھا۔ آہ!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ مقام آج اُن لوگوں سے آباد ہے جو خدائے قدوس کی جگہ خواجہ معین الدین کی نذر مانگتے ہیں جن کا رازق معین الدین کا غریب نواز خدا نہیں بلکہ خود غریب معین الدین ہے

اجمیر! سُن اے اجمیر تو بے شک ایک خدا کے پاکباز اور اسلام کے جری پہلوان کی جگہ ہے تیری گود میں لایب وہ بہشتی چشتی سو رہا ہے جس نے رائے پتھورا کے وقت میں۔ جبکہ اسلام کا راجپوتانہ میں کوئی نام بھی نہ جانتا تھا اور اسلامی تلوار کی سطوت ابھی راجپوت آنکھ نے پورے طور پر نہیں دیکھی تھی اسلام کا جھنڈا نصب کیا ؛

مجھے علم ہے کہ خواجہ معین الدین واقعی دین کا معین تھا۔ مَیں جانتا ہوں کہ وہ صوفی و صافی سچا داعی اسلام تھا مگر اے خاکسار اجمیر! مَیں اُس سرزمین سے آتا ہوں جہاں وہ ستارہ پیدا نہیں ہوا جو تیرے آسمان پر چمکا تھا بلکہ وہاں وہ آفتاب و مہتاب طلوع ہُوا جس کا منتظر خود خواجۂ اجمیر تھا اور جسے حبیب خدا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ اُس نے ہمیں شرک سے بچنے کی تعلیم دی اُس نے دنیا کو انسان پرستی و مادہ پرستی سے نجات دلائی۔

پس اجمیر! تیری قبر پرستی تیری شرک اور انسان پرستی کو مَیں نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں مَیں تمہیں چشم بصیرت سے دیکھکر کہتا ہوں کہ اسوقت خواجہ غریب نواز کی روح عالم تصوّر میں وہی کچھ کہہ رہی ہے جو عبد صالح مسیح ابن مریم خداوند عالم سے کہیگا یعنی فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم

مولا! جبتک مَیں اُنکے درمیان تھا وہ اچھے تھے مگر پیچھے کا مَیں ذمہ وار نہیں آپ خود جیسا چاہیں اُنسے معاملہ کریں ؛

اجمیر! خواجہ معین الدین کے اجمیر! سُن ایک پیغام ہے خواجہ نے کہا تھا ؎

دمبدم روح القدس اندر مسیحے میدمد
من نمیگویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

مگر میرا خواجہ آخری زمانہ کا اُمتی نبی فرماتا ہے۔ ؎

ایک منم کہ صد بشارات آمدم
صیقلی کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم

پھر فرماتا ہے۔

آنکہ داد است ہر نبی را جام ؛ داد آں جام را مرا بتمام
آدم نیز احمد مختار ؛ در برم جامۂ ہمہ ابرار
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را ؛ بر کلامے کہ شد ہدیٰ والقا
آں یقینے کلیم بر تورات ؛ داں یقینہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ زرد ہے یقین ؛ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

پس اجمیر والو! تم وہ گانا چھوڑ دو جو اَب آسمان نہیں گاتا تم نہ کہو کہ

کشتی کرد تم پار اب میری معین الدین اجمیری

بلکہ اُس کشتی میں سوار ہو جاؤ جس کا کشتیبان خدا نے مسیح موعودؑ کو بنایا اور سنو! خواجہ اجمیری کا آج وہی سچا پیرو ہے جو احمدؐ قادیان کا غلام ہو کر خواجہ کے اصل مقصد کو پورا کرتا ہے۔ راجپوتانہ چاہتا ہے کہ اب پھر اسمیں خواجہ کا مشن تازہ کیا جائے۔ محمدیؐ کا غلام آئے اور مسلمانوں کا اندرونی شرک مٹائے۔ مسیح موعودؑ کا خادم آئے اور بد اثر کو زائل کرے۔ کرشنؑ کا کوئی سیوک آئے اور راجپوت سورماؤں کو رودر گوپال کا سندیہ دے ؛

اچھا اجمیر رخصت! خواجہ تمہاری روح پر سلام خواجہ خدا تیرے ساتھ اخلاص رکھنے والوں کو مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین ؛

پاک خواہشات

اب ڈاک تیزی سے چل رہی ہے اردل پربت کے دونوں سلسلے مل گئے ہیں ریل اُنکے درمیان سے اپنا راستہ طے کر رہی ہے۔ کالے اور بھیانک پہاڑوں کو دیکھکر بت پرست قہروں دیوتا کو یاد کرے گا مگر مَیں کہتا ہوں قریب آنیوالے پتھروں کے پہاڑ! مَیں نے ایک فقیر کی شیریں کلامی سے حظ اُٹھایا ہے مَیں ایک یقین کا تیشہ رکھتا ہوں مَیں کسی خوف کا مطیع نہیں ہو سکتا مَیں تمہیں کاٹ دونگا اور قادیان سے نہر لاکر تمہارے وسط میں سے گذراؤنگا اور راجپوتانہ کی سرزمین کو سیراب کر دونگا ؛

میرے اس کلام نے پہاڑ پر ایک ہیبت پیدا کر دی ہے وہ ہٹ گیا اس کا سر بلند بادلوں سے باتیں کرتا ہے اُسکے دامن میں ہموار میدان ہے اُسپر نیلگوں آسمان اپنی رفعت اور شان سے سایہ کر رہا ہے۔ میدان میں اونٹ اور اونٹ کے بچے ببول کے درختوں سے نرم نرم کانٹے اور ٹہنیاں توڑ کر کھا رہے ہیں۔ اللہ! تیری قدرت یہ منظر اور عجیب منظر خدا کا کلام یاد دلاتا ہے۔ فرط شوق سے پڑھ اور مسافر خدا کو یاد کر کے پڑھ افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الارض کیف سطحت والی الجبال کیف نصبت اردلی پربت قرآن کریم کی صداقت کو یاد دلا کر پھر مل گیا ہے اور اب اس کا سب سے بلند مقام آگیا ہے آبو روڈ سٹیشن پر گاڑی پہنچی۔ یہاں سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر جیٹیوں کا تیرتھ۔ راجپوتانہ کا سرد مقام اردلی پربت کی چوٹی ہمارے سادھو باواؤں کے 'بابوؤں کا آبو' ہے ؛

آبو کو دیکھکر دعا

کوہ آبو اپنی تاریخی اہمیت کے لحاظ سے مشہور جگہ ہے اسلئے مَیں دعا کئے بغیر آگے نہیں چل سکتا اور کہتا ہوں خدائے عالم و عالمیان! ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب ویدوں کو ڈشٹ اور ناستک لوگ (بقول اہل ہنود بدھ) پاؤں تلے روندنے لگے اور خدا پرستوں کے قلب پر چھریاں چلنے لگیں تو وہ اس آبو کے رشیوں کے پاس گئے فریاد کی اور دعاؤں کی درخواست کی آخر کہتے ہیں دعائیں سُنی گئیں۔ اگنی کنڈ (خدا معلوم کیا تھا؟) گنگا جل سے صاف ہُوا اُنہیں سے چار سورما پیدا ہوئے ملک کو دشمنوں سے صاف کر دیا۔

مولا! ہندوؤں کی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے اُسکے الفاظ کچھ بھی ہوں مگر بات یہ ضروری ہے کہ خدا پرستوں نے تیرے حضور دعائیں کیں تُو نے سنیں ؛

اے محمد رسول اللہؐ کے خدا! اے احمد نبی اللہؐ کے خدا! راجپوتانہ شرک سے پُر ہے راجپوتانہ میں اسلامیت کا مرکز بھی شرک سے پُر ہے یہ اونچا سا

Digitized by

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آبو بھی دہریوں کی بڑی زیارت گاہ ہے پس ایسا ہو کہ قادیان میں پیدا ہونے والے سورما کے شاگرد آدھر آئیں تو اُنکے کلام میں برکت دے اور یہ پہاڑ دیگستان یہ تمام ملک ایک دفعہ پھر دہریت و شرک سے نکلکر تیرے نام کا لینے والا تیرے نبی کا قائل اور تیرے انبیاء پر ایمان لانے والا ہو جائے آمین ثم آمین ؛

ایک ویشنو سے گفتگو

نیّر۔ کیا آپ آبو سے یاترا کر کے آئے ہیں۔

مسٹر مودی۔ نہیں میں جینی نہیں میں ویشنو ہوں۔ میں تو کچھ کام تھا اُسکے لیئے آبو گیا تھا۔ اور آپ اپنی تعریف کریں ؛

نیّر۔ جناب! پنجاب میں ایک گاؤں قادیان نام واقعہ ضلع گورداسپور ہے وہاں ایک نبی پیدا ہوئے اور دعویٰ کیا کہ میں مسلمانوں کا موعود مہدی عیسائیوں کا مسیح ہندوؤں کا کرشن غرض یہ کہ جس جگت گرو کا انتظار کیا جارہا ہے وہ ہوں۔ وہاں میں رہتا ہوں اس سلسلہ کا خادم ہوں اُس ملک کو جہاں سے توحید پھیلی جہاں سے اندھیرے اور تمام دنیا کے بگڑ جانیکے وقت نور اسلام پیدا ہوا اور اس نے دنیا کو روشن کیا اور درست بنایا ؛

مسٹر مودی۔ تو گویا آپ قادیان سے آئے مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں (مجھے خوب غور سے دیکھکر) آپ مذہبی آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ میں مسلم رشیوں اور ولیوں کو بھی عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں ؛

نیّر۔ خدا کے پیاروں کی عزت کرنے میں انسان کا اپنا بھلا ہے اور آپ ملاحظہ فرماویں (نمونہ ترجمۃ القرآن دیکر) یہ ہے خدا کی پاک کتاب قرآن مجید کی پہلی سورہ فاتحہ کا ترجمہ اور تفسیر ؛

مسٹر مودی۔ بہت خوب بالکل نئی بات ہے کیا آپنے تھیوسوفی کی کوئی کتاب پڑھی ہے؟ اور جگت گرو کے متعلق جو خیالات ہیں کیا آپ اُنسے واقف ہیں ؛

نیّر۔ میں مسز بسنٹ کی تھیوسوفی اور اوپنشدوں کے وبدانت ہردو کے اصولوں سے واقف ہوں۔ مدراسی لیڈر کے متعلق خیالات کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ مسز بسنٹ کے مدراسی لڑکے کا حال بھی پڑھا ہے مگر ممکن ہے کہ جس تفصیل سے آپ جانتے ہوں مجھے معلوم نہ ہو ؛

مودی۔ میں ویشنو ہندو ہوں مگر تھیوسوفی سے مجھے اُنس ہے مسز بسنٹ کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ جس لڑکے کا آپنے ذکر کیا ہے اُسکی نسبت تھیوسوفسٹ کا یقین ہے کہ ایک نہایت پاک سپرٹ اُسمیں دیولوک سے حلول کریگا۔ اُس سپرٹ کے لیئے جسم تیار کیا جارہا ہے اُس لڑکے کی نگرانی اس طرح کیجاتی ہے کہ ہر وقت حتّٰی کہ پاخانہ کے وقت بھی ایک افسر اُس کا نگران ہوتا ہے اور اسکے دل کے خیالات کا مطالعہ کرتا رہتا ہے جہاں کہیں کوئی بُرا خیال شروع ہونے لگا وہیں اُس نے فوراً اُسی روک دیا۔ اس طرح اُسکی پرورش و تربیت ہو رہی ہے اور اسمیں سپرٹ (روح) اُتریگی اور وہ جگت گرو ہوگا ؛

نیّر۔ ان معلومات کیلیئے آپ کا شکریہ۔ مگر خدا کے نبی اس طرح خود نہیں بنائے جاتے جس کا آنا تھا وہ آچکا۔ عیسائیوں کی طرح تھیوسوفسٹ بھی جلد ان موہوم امیدوں کا ناکام خاتمہ دیکھکر مایوس ہو جائینگے اور انشاء اللہ اُس مصلح اور نبی کی طرف توجہ کرینگے جو وقت پر آیا اور سب کے لیئے آیا ؛

مسٹر مودی۔ آپ اپنا لٹریچر مجھے اور میرے پالن پور کے دوستوں کو پہنچاویں وہ سب مذہبی آدمی ہیں ضرور غور کرینگے ؛

پالن سٹیشن آگیا۔ اور مسٹر مودی کے دوست سٹیشن پر موجود تھے مجھے سب سے انٹروڈیوس کرایا میں نے ترجمۃ القرآن کے نمونے پیش کیئے۔ ڈاکٹر جوش تو دیکھتے ہی اسقدر خوش ہوئے کہ بے اختیار بول اُٹھے

اوہ یہ تو چونکا دینے والی نئی چیز ہے۔ یہ صاحب تھیوسوفسٹ ہیں۔ غرض سب لوگ بڑے تپاک سے ملے۔ ڈاک گاڑی چلی اور زور سے چلی اور میں مسٹر مودی کو حضرت اقدسؑ کا دعویٰ کرشن جی سے مماثلت تفصیل کے ساتھ سناتا رہا ؛

جیسا کہ انہوں نے بتایا مسیح موعودؑ کے دعاوی کی خبر نہ تھی ضرورت ہے کہ ملک گجرات میں گجراتی زبان کے اندر رسائل و اشتہارات تقسیم کیئے جائیں ؛

۲۰ مئی پٹن میں کیا دیکھا

سب سے پہلے ہم نے حاجی باوا کی خانقاہ دیکھی دعا کی اگرچہ قصّہ بازی تو اپنے اندر عجائبات رکھتی ہے اور وہ ان حاجی باوا صاحب کے ساتھ بھی لگائے جارہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے ظالم راجہ سے حاجی باوا نے جنگ کی اور اس علاقہ کو مفتوح کیا۔ حاجی باوا کے ساتھ سلیمان اور عثمان دو اور خادم بھی تھے تینوں نے اس ملک میں اشاعت اسلام کا کام کیا ؛

دوسری خانقاہ ہم نے شیخ فریدالدین محمد طاہر کی دیکھی جو ایک ندی کے وسط میں ہے اور جسکا اسیقدر حصہ سیلاب کی دست برد سے باقی ہے جسقدر آپکی اولاد ابوبکر اور سعید کے احمدی ہو جانے سے باقی ہونا چاہیئے تھا۔ یہاں پر میں نے اس بزرگ کی تمام اولاد کے مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کیلیئے دعا کی۔ اسکے بعد جو مقام قابل ذکر دیکھا وہ سید حسین صاحب خلیفہ حضرت نظام الدین زری زربخش کا مزار تھا گورنمنٹ بڑودہ تمام درگاہوں کو عرس کے لیئے روپیہ دیتی ہے اور انکے ساتھ معافیاں بھی کر رکھی ہیں مگر معافیدار سید صاحبان انسے اپنے سامانہائے عیش طرب پورا کرتے ہیں خیر اسجگہ ایک پنجابی کشمیری اور ایک شملہ کے رہنے والے فقیر ملے۔ اول الذکر سلسلہ کے حالات سے واقف حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمات اسلام کا معترف مداح تھا موخر الذکر کی عمر ۱۱۵ سال تھی اور تمام سرحدی علاقہ کی سیر کر چکا تھا۔ بہت سی اِدھر اُدھر کی باتیں سناتا رہا۔ ہم کو چائے پلائی اور آخر میں نے اُسے پاس بٹھا کر حضرت اقدسؑ کا دعویٰ خوب سنایا اور اسکے خونی مہدی کے خیال کو جسکا وہ بار بار اعادہ کرتا تھا اُسکے دل سے نکالنے کی کوشش کی۔ مگر فیڈو سے جو اثر دماغ پر ہوتا ہے وہ وعظ جلدی نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکال سکتا ہم چلے اور گھر واپس آ گئے اس فقیر سے گفتگو کرنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کس طرح گورنمنٹ برطانیہ کے لیئے رحمت ہے، بلا کوڑی بلا پیسے ایک احمدی واعظ گورنمنٹ کی وفاداری کا وعظ کرتا پھرتا ہے اور اسی اپنا فرض سمجھتا ہے کیونکہ اُسے یقین ہے کہ گورنمنٹ اور احمدیت کے مقاصد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں ؛

احمدی مبلغ کس طرح کام کرتا ہے

۲۱ - مئی ۱۹۱۷ء۔ پٹن کے حالات دریافت کیئے یہاں کی تعلیمی حالت پر نظر کی یہاں تبلیغ کس طرح ہو سکتی ہے؟ اس سوال پر غور کیا۔ لائبریریوں میں جاکر اخبار پڑھے ؛

یہ شہر ریاست بڑودہ کے ایک تعلقہ کا صدر ہے آبادی ۳۰ ہزار ہے جس سے قریباً ۵ ہزار مسلمان ہیں۔ جنبی متمول اور ذی اثر ہیں۔ ریاست بڑودہ میں پرائمری تعلیم لازمی اور مفت ہے۔ بچپن کی شادی قانوناً منع ہے۔ ۲۵ پرائمری مدرس ہیں ۲ ورنیکولر ہائی سکول اور ایک انگلش ہائی سکول ہے ہائی سکول میں ۸۰۰ طالب علم ہیں۔ ایک مدرسین کا ٹریننگ سکول اور ایک ورنیکولر کالج ہے اور ایک ادنیٰ اقوام کے بچوں کا سکول اور بورڈنگ ہوس ہے پرائمری سکولوں میں لڑکیوں کے مدرس بھی شامل ہیں۔ مسلمان تعلیم سے دل چراتے ہیں۔ میٹرک کلاس میں ۳۰ میں سے صرف ۳ مسلمان ہیں آج کل مدرسہ بوجہ تعطیلات موسمی بند ہے۔ تین لائبریریاں ہیں جنہیں سے شریمت فتح سنگھ لائبریری عالیشان ہے۔ ہر قسم کی کتابیں موجود ہیں انگریزی اور گجراتی کتابیں بکثرت ہیں گجراتی اور انگلش ٹیچر آف اسلام کی ایک ایک کاپی یہاں ضرور داخل ہونی چاہیئے امید ہے کہ افسران عجائب ایک ایک کاپی بھجوانے کی کوشش کرینگے ؛

پٹن کا تمدن

۲۲ - مئی ۱۹۱۷ء۔ آج صبح ہم پارک کی طرف جانے کا ارادہ کر کے نکلے تو راستہ میں عورتوں کی آمد و رفت کا ایک لمبا سلسلہ جاری تھا کوئی کوئی مرد بھی آ اور جا رہا تھا۔ یہ عورتیں جینی تھیں اور جینی مندر میں عبادت کے لیئے جاتی اور آتی تھیں عبادت پانی پھینکنا۔ بت کو ٹیکا لگانا ہاتھ جوڑنا ماتھا ٹیکنا اور ایک بھجن گانا چھت میں لگی ہوئی گھنٹی بجا کر واپس ہونا تھا اور بس۔ آج جو بات میری توجہ کی جاذب ہوئی ہے وہ اس اناج کی تین چیزیں ہیں (۱) آم عام ہیں اور بڑے پیوندی ہیں ؛ (۲) عورتیں سخت بے پردہ ہیں سر پر دھوتی نیچے دھوتی بیچ میں انگیہ اور باقی محض رام رام پیٹ۔ کمر سینہ کا اوپر کا حصہ سب ننگا رکھتی ہیں ؛ (۳) تعلیم عام ہے سب مرد و عورت گجراتی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں ؛

یاد حبیب

آم کے عام ہونے پر ایک بات مجھے یاد آئی ایکدفعہ خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ میں گورداسپور سے قادیان آیا حضرتؑ رتھ میں سوار اور میں پیدل تھا حضرت مفتی محمد صادق رتھ میں حضور کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے لکھنؤ کے ایک لیکچر کا ذکر کیا اور عرض کی کہ حضور سٹر نیو یتا نے ہندوؤں کو مخاطب کر کے کہا اسلام نے ہندوستان کو ۱۵۰ برکتیں دی ہیں۔ تفصیل سے میں نے لیکچر کا ذکر کیا مفتی محمد صادق صاحب نے حضرتؑ سے دریافت کیا کہ حضور یہ جو آم ہے کیا یہ ہندوستان کا اصل پودا ہے یا باہر سے آیا ہے؟ اور مسلمان لائے ہیں؟ اسپر خدا کے مسیحؑ کچھ مدت خاموش رہے اور تھوڑی دیر بعد تبسم سے فرمانے لگے۔ "مجھے تو اس سے اسلام کی ہی بو آتی ہے الف اللہ اور میم محمد"

یہ بات میرے دماغ میں محفوظ ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ الٰہی سچا اسلام احمدؐ کا سکھایا ہوا اسلام اس اناج میں آم کی طرح عام ہو جائے آمین ثم آمین ؛

احمدیت کی تبلیغ کے ذرائع

۲۳ - مئی ۱۹۱۷ء لائبریریوں میں "قادیان اور احمدی"، "تقسیم بنگال کی منسوخی" اور قرآن کریم کے نمونے رکھوائے ہیں۔ مسز بسنٹ کا اخبار کامن ویل یہاں لائبریری میں پڑھا ہے وہ جنگ کو "روحانی جنگ" قرار دیتی مذہب کے لیئے مفید سمجھتی ہیں مگر اسکے اخبار کی سیاسی زبان بہت عجیب ہے گورنمنٹ عالیہ کی فراخ حوصلگی ہے کہ ایسے اخبار بھی ایسے وقت میں برابر شائع ہوتے ہیں ؛

آج میں نے غور کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمارے مبلغین کو اب تھیوسوفی کا ضرور اور توجہ سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ہندی اور گجراتی زبانیں سیکھنی چاہئیں۔ بڑی کتابوں کی بجائے ٹریکٹ بکثرت شائع کرنے چاہئیں۔ تھیوسوفی کے مسئلہ تناسخ تھیوسوفی نقطہ خیال سے، کا ضرور رد کرنا چاہیئے۔ آریہ سماج اب ایک مردہ فرقہ ہے جس کا نہ پنجاب کے اندر بھی کم ہو رہا ہے جس فرقہ سے مقابلہ ہے وہ محض ہندوؤں کا زندہ فرقہ جو یوروپین لوگوں کے ہاتھ میں ہے تھیوسوفیکل سوسائٹی ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ انگریزی خواں دوست مسز بسنٹ کے سیلون سے نوٹ اور ویکلی نوٹ کی "ری انکارنیشن" پڑھیں۔ اور انکے اصولوں پر غور کر کے عالمانہ رد کریں۔ انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا

جینیوں کے کچھ حالات

۲۴ - مئی ۱۹۱۷ء۔ ہندو طلباء میرے پاس آئے مجھے اپنے گھر لیگئے پھر باغ میں لیجا کر پھل کھلائے اور پھول پیش کیئے۔ ایک بھیل طالب علم نے مجھے تلوار پھرا کر (یہاں ہتھیار رکھنے کی عام اجازت ہے) دکھائی اور مجھے ایک جینی مندر اندر سے دکھایا گیا۔ اسمیں ایک پیتل کا پلنگ اور ایک چندہ ڈالنے کا پیتل کا بکس تو ایک کمرہ میں تھے دوسرے کمرے میں "کیراجی" ترتنکر کے پاؤں کے نشانات پتھر پر تھے۔ ہر سوموار کو جینی لوگ جاتے اور چرنوں کو ماتھا ٹیکتے تلک لگاتے ہوون کرتے ہیں۔

جینیوں کی حالت دیکھکر خدا یاد آتا ہے انہوں نے خدا کو چھوڑا اور انسان پرستی اختیار کر لی۔ یہی حال پنجاب کے دیو سماجیوں کا ہے ؛

(باقی اگلے پرچے میں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نامہ صادق

(نمبر ۳)

ایک پرند

عاجز کو لنڈن پہنچے آج بارھواں دن ہے ایک انگریز کی درخواست بیعت کی خادم بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ روانہ ہو چکی ہے دوسرے کی انشاء اللہ تعالےٰ اس ڈاک میں جانے والی ہے پہلے کا نام سیپرو ہے جس کے معنے چڑیا کے ہیں تو دوسرے کا نام برڈ ہے۔ جس کے معنے پرند کے ہیں اللہ ہی جانتا ہے اسمیں کیا راز ہے کہ پہلے ہی دونوں مومن جو لنڈن میں ملے۔ وہ ایسے نام رکھتے ہیں۔

میرا لباس

لنڈن میں میرا لباس بھی میرا ایک اشتہار ہے بعض ہندوستانی نوجوانوں نے مجھے کہا کہ عمامہ یہاں نہ پہنیں انگریزی ٹوپی رکھیں۔ خواجہ صاحب نے بھی ایک دوست کو کہا کہ مفتی صاحب یہاں ایسا لباس نہ رکھیں مگر میں نے سب کو یہی جواب دیا کہ میں نے سوچ سمجھکر یہ لباس رکھا ہے۔ عمامہ ایک اسلامی نشان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عمامہ پہنتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عمامہ رکھتے تھے اگر اس کو بھی ہم چھوڑ دیں۔ تو پھر اس ملک میں بظاہر کوئی اسلامی امتیازی نشان نہیں رہتا جو کم از کم ایک مبلغ کے لئے بہت ضروری ہے پرسوں کا ذکر ہے کہ ایک لیڈی نے صرف میرے لباس کو دیکھ کر مجھ سے باتیں شروع کیں۔ ہندوستان کے حالات دریافت کئے میں نے اسکو تبلیغ کی وہ میرا ایڈریس لے گئی ہے امید ہے کہ کسی وقت مزید حالات اسلامی معلوم کرنے کے واسطے آئے گی۔

شہر لنڈن

لنڈن کا شہر کیا ہے ایک ملک آباد ہے میلوں چلے جاؤ۔ آبادی ہی آبادی پھر آبادی بھی ایسی پر رونق کہ راستوں میں کثرت ابنوہ سے چلنا مشکل مکان سات منزلے کم از کم چار منزلے دوکانیں اتنی بڑی بڑی کہ ایک ایک دوکان بجائے خود ایک شہر معلوم ہوتا ہے بظاہر جنگ کا کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا۔ سب لوگ اطمینان اور خوشی سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ مذہب کی طرف دلچسپی بہت ہی کم ہے ہر محلہ میں سیر گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ جہاں صبح شام لوگ کھلی ہوا لینے چلے جاتے ہیں وہیں زیادہ تر تبلیغ کا موقعہ ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب کی رائے

خواجہ صاحب سے ایک شخص نے کہا کہ مفتی صاحب یہاں آنے والے ہیں۔ میں ان کو ووکنگ لاؤں گا فرمانے لگے "میں ان کو ملنا نہیں چاہتا۔ ہاں قاضی عبداللہ آئے تو اس سے ملونگا" غالباً یہ مہربانی قاضی صاحب پر اسواسطے ہے کہ باوجود اُن مخالفتوں کے جو انہوں نے قاضی صاحب سے کیں۔ قاضی صاحب نے ابتک صبر سے کام لیا اور خواجہ صاحب کے مضامین کا مناسب جواب نہ دیا۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ پھر قاضی صاحب کو اپنی مسجد میں آنے سے کیوں روکا گیا تھا۔

اسی شخص نے ذکر کیا کہ خواجہ صاحب فرمانے لگے۔ مینے محمد علی وغیرہ کو لاہور میں کہا تھا۔ کہ "اب تم خلیفہ نہیں مانتے پہلے چھ سال کیوں چھک ماری" اور تمہارے انکار سے اب کیا بنتا ہے۔ میاں تو خلیفہ بن ہی گیا" خواجہ صاحب سمجھدار آدمی ہیں۔ یا میں تو انہوں نے دونو معقول کہیں۔ مگر یاروں کی یاری کا پالنا ضروری ہے۔ ورنہ ممکن تھا کہ وہ حق کو قبول کر لیتے اور خدا کریم ہے چاہے تو اب بھی ان کو طاقت دے کہ کسی کی پرواہ نہ کر کے راستی پر آجائیں۔ میں تو ان کے بارے میں خدا سے ہی دعا مانگتا ہوں۔ وہ تو میری صورت سے بھی بیزار ہیں۔ مگر میں بہرحال ان کا خیر خواہ ہوں۔

لفافے پر تبلیغ

مینے ہندوستان میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے پتے کے لفافے چھپوا لئے تھے تاکہ ان کے ذریعہ سے بھی راستہ میں تبلیغ ہوتی جائے۔ لفافہ پر خلیفہ مسیح موعود لکھکر لفظ مسیح موعود کو انگریزی حروف میں بہت موٹا چھپوایا تھا۔ راستہ میں بھی ڈاک انہیں لفافوں میں روانہ کی تھی۔ پورٹ سعید میں مینے حضرت کے حضور ایک خط لکھا۔ جس میں ان اصحاب کی درخواستہائے بیعت بھی تھیں۔ جنھوں نے جہاز پر دستخط کئے تھے اسواسطے احتیاطاً اس خط کو جسٹری کرایا گیا۔ جسٹری کی رسید جو میرے پاس آئی ہے اس پر وہاں کے پوسٹماسٹر صاحب لکھتے ہیں۔ رجسٹرڈ خط از جانب مفتی محمد صادق بنام مسیح موعود چونکہ یہی الفاظ لفافے پر لکھے تھے۔ اس واسطے انہیں کو مکتوب الیہ کا نام سمجھا یا گیا میرے خیال میں آتا ہے کہ اگر ہمارے تمام دوست ایسے ہی لفافے چھپوا لیں تو مسیح موعود کی آمد کی ہر جگہ ایک دھوم مچ جائے لفافہ اس طرح ہونا چاہیئے۔

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب فاروق
خادم مسیح موعود علیہ السلام
قادیان

صرف درمیانی سطر چھاپ لی جائے۔ باقی حصہ فرستندہ اپنے ہاتھ سے لکھے۔ یہ لفافے ہر ایک احمدی لکھے۔ یہ لفافے ہر ایک احمدی مکتوب الیہ کے لئے کام آسکتے ہیں بلکہ لفافوں کو لکھنے کے کام بھی آسکتے ہیں۔ لفظ خادم کا کاٹ کر لفظ مخالف لکھدو۔ کسی مولوی ابوسعید جیسے کو لکھنا ہو۔ تو خادم کاٹ کر عدو بنا دو۔ کسی ایسے شخص کو لکھنا ہو جو احمدی نہیں مگر تعریف کرتا ہے تو مداح کا لفظ لکھدو۔ غرض سب کے کام آسکتے ہیں۔ مینے ارادہ کیا ہے کہ ایسے لفافے انگریزی میں یہاں چھپواؤں گا۔ انشاء اللہ۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو پوسٹل آرڈر بھیجکر منگوا سکتے ہیں۔

برکت و خواست دعا

کل صبح مجھے زکام سے تکلیف تھی۔ اور یہاں زکام ایک سخت مرض سمجھی جاتی ہے مینے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کے واسطے خط لکھا۔ میں جانتا تھا کہ یہ خط ایک ماہ کے بعد وہاں پہنچیگا۔ مگر مینے سوچا کہ دعا قبول تو خدا نے کرنی ہے اور جب وہ اپنے برگزیدوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے تو اس بات سے بھی ضرور پیار کرتا ہوگا کہ لوگ اسکے برگزیدوں سے دعائیں کرائیں۔ پس میرا یہ لکھنا انشاء اللہ برکت سے خالی نہ رہے گا۔ خط تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاک کو گیا اور اسی وقت سے مجھے آرام شروع ہوا چنانچہ اب بفضلہ تعالےٰ بالکل آرام ہے مجھے یاد ہے جب میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں لاہور میں ملازم تھا۔ تو برادرم میاں معراج الدین عمر صاحب کہا کرتے تھے کہ میں جب بیمار ہوتا ہوں اور حضرت کے حضور دعا کے واسطے خط لکھنے بیٹھتا ہوں تو اسی وقت سے مجھے آرام ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ (محمد صادق عفا اللہ عنہ)

(مقدمہ شنائی)

مراسلت

باجلاس حضور علی جناب ڈپٹی صاحب مرید سنگھ بہادر آنریری مجسٹریٹ درجہ اول امرتسر

مقدمہ نمبر ۔۔۔ ۵۰۰ تعزیرات ہند از الہ حشمت غرض

ثناء اللہ ولد خضر حجام قوم کشمیری ساکن امرتسر مستغیث بنام سید عنایت علی شاہ عنایت ظہور آبادی ساکن جال امرتسر مستغاث علیہ

فہرست مضامین بیان تحریری بجناب خاکسار منظر

باب اوّل۔ فصل الف۔ اس فصل میں دکھایا گیا ہے کہ ثناء اللہ نے منظر پر کیوں مقدمہ دائر کیا؟ اسکی علت غائی کیا ہے؟ و لب لباب مضمون عنوان بالا کا یہ ہوگا کہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک گھر کے تین قانون دان اشخاص نے بوساطت حافظ عبد المنان وزیر آبادی جو ثناء اللہ کا استاد تھا بڑے جد و جہد سے بصد اشتعال و ہزار تاکید مجھ پر مقدمہ ہذا قائم کرا دیا۔ جس سے مراد ان کی مجھ سے ذاتی انتقام لینے کی تھی۔ کیونکہ کسی امر خاص کی نسبت انہیں میرے ساتھ ازحد عداوت پیدا ہو چکی ہے نیز یہ امر سب انسپکٹر تھانہ سٹی وزیر آباد اور سرکل انسپکٹر آف پولیس و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس و صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گوجرانوالہ اور انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب لاہور اور جناب حضور لفٹننٹ گورنر بہادر گورنمنٹ پنجاب لاہور کے اپنے اپنے ریکارڈ پر یقیناً جرا جرا لکھا جا چکا ہے اور پنجاب ہند و ستان کے مختلف علاقہ جات میں تا ملک بلوچستان باستثنائے بعض میرا اور ان کا یہ عداوتی معاملہ پبلک پر بھی روشن ہو چکا ہے۔ ثناء اللہ کا مجھ پر مقدمہ دائر کر دینا صرف ذاتیات پر مبنی ہے اور اس فصل کے فاعل فی الحقیقت وزیر آباد کے وہی چند اشخاص ہیں جن میں ایک وکیل ہے اور ایک اس کا باپ عرائض نویس وغیرہ وغیرہ اور ثناء اللہ میری اس مخالفت دخلیہ کمیٹی کا ایک گہرا ممبر بنا ہوا ہے اور یہ لوگ مل ملا کر اور پبلک کو دھوکے میں ڈال کر آجتک میرا قریباً چار ہزار روپیہ کا نقصان کر چکے ہیں۔

فصل (ب) ثناء اللہ کا استغاثہ بر کتاب شمشیر دلایت حصہ دوم صفحہ ۲۰، مضمون زیر استغاثہ کے ابتدا و آغاز اور ان چند سطور کے لکھنے کے منشاء وغیرہ وغیرہ۔ نیز ثناء اللہ کا وادی کے ساتھ نکاح جائز کرنا اور علمائے اسلام کا اسپر نوٹس لینا اور پھر اسے دوستانہ مشورہ دیکر ایسے امور سے روکنا وغیرہ وغیرہ اور لفظ حرامزادہ یا الفاظ ہذا لہا کو مستغیث کا لوگوں پر اور لوگوں کا مستغیث پر بولا کنایۃً دکھایا گیا ہے۔

باب دوم (ثناء اللہ پر جرح شروع ہوتی ہے) باب ہذا میں مستغیث کی طرز کلام بمخاطب اہل ہنود دکھائی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ آریہ سماج کے ایک ایسے ممبر کے جواب میں جسے خود ثناء اللہ بدگو۔ بدلگام۔ بدزبان۔ دل آزار۔ بدتہذیب۔ ظلم کیش۔ نالائق۔ کودن۔ ظالم۔ بیحیا۔ کذاب۔ فحش گو۔ مسخرہ۔ بدمعاش۔ بے ایمان دھوکا باز۔ فریبی۔ جانباز۔ حرامکلہ۔ ڈوم۔ میراسی لکھنؤ کا کھٹیارہ۔ دہقانی۔ پھکڑ باز وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا ہے ایسی ایسی عبارتیں لکھی ہیں جن کے سننے سے ایک صحیح دماغ آدمی کا دماغ بالکل ماؤف ہو جائے۔ نیز ثناء اللہ نے ایک ایسے آریہ کے جواب کی آڑ پکڑ کر ہندو دھرم کی تمام قوموں کے جگر چاک کر دئیے ہیں۔ اور آریہ۔ سناتن دھرم۔ سکھ وغیرہ جملہ اقوام ہنود پر ایسے ایسے ناجائز حملے کئے ہیں (اور نہ صرف ان کے رشیوں۔ مہاتماؤں۔ دیوتاؤں اوتاروں۔ بزرگوں پر ہی زبان قلم صاف کی ہے۔ بلکہ ان کی استریوں (عورتوں) اور دیویوں (لڑکیوں) پر بھی سخت غلیظ اور ناپاک بدزبانی کی ہے) جن کو سنکر زمانہ بھر کے عالی خاندان اور شرفا مارے شرم اور غیرت کے سرنگوں ہو کر رہ جائیں۔ ان عبارات سے ظاہر ہوگا کہ ثناء اللہ مستغیث کے قلم کے نیزے کی نوک سے کتنے کروڑ مخلوق خدا کے جگر چاک کئے گئے ہیں اس باب کو دیکھکر پڑھ کر یا سن کر کوئی دانا نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایک شریف انسان کے قلم کی تحریریں ہیں چہ جائیکہ وہ مولویت کا بھی مدعی ہو اور مخاطب ہو کر ایسے شخص سے یہ سب کچھ لکھا ہے جسے مذکورۃ الصدر اوصاف قبیحہ سے متصف کرتا ہے نیز مستحق بنانے کی کوشش کی ہے اقوام غیر اسلام کو کہ وہ مسلمانوں کے جذبات پر اسی طرح کے متعصبانہ حملے کر کے دنیا میں ناقابل فرو فتنہ برپا کریں اس باب میں اختصاراً صرف ۱۱۴ عبارتیں ہیں۔

باب سوم - ثناء اللہ کے طرز کلام بمخاطب اہل اسلام

فصل (الف) احمدی جماعت - اس فصل میں ثناء اللہ کے وہ الفاظ دکھائے ہیں۔ جو اس نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کی تمام جماعت کے حق میں استعمال کئے ہیں حالانکہ اسے معلوم ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت ان کو نبی۔ رسول (خواہ مجازی۔ خواہ حقیقی) پیشوا۔ ہادی) راہنما سمجھتی ہے۔ نیز ایسے ایسے تمسخرانہ الفاظ خصوصاً مرزا صاحب قادیانی کے حق میں استعمال کئے ہیں۔ جن سے جگر چاک چاک ہو جاتا ہے ان کے ارادتمند نام لیواؤں کا۔

باب چہارم - مرزا صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کے حق میں اس قدر الفاظ لکھے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک کتاب تیار کر کے "اہلحدیث کا کورس" کے عنوان سے الف سے یا تک بر بنائے حروف تہجی گالیاں لکھدی ہیں پس باب ہذا میں وہ کورس درج کیا ہے معہ حواشی اہلحدیث وغیرہ۔ گالیوں کی تعداد قریباً تین سو ہے

باب پنجم فصل (ب) ثناء اللہ کے طرز کلام بمخاطب حنفیان۔ اس فصل میں مستغیث کی وہ عبارتیں ہیں۔ جو اسنے حنفی مذہب کے مسلمانوں کے حق میں لکھی ہیں جن کی تعداد دنیا بھر کے مسلمانوں سے زیادہ ہے مستغیث نے ان کی ایسی تحقیر کی ہے کہ ۱۹۰۶ء میں اگر رؤسائے امرتسر و آنریری مجسٹریٹان و ممبران انجمن اسلامیہ امرتسر امن و امان قائم رکھنے اور بحالی انتظام کے ذمہ دار نہ ہوتے تو شائد نوبت کہاں کی کہاں تک پہنچتی اور مستغیث نے صرف حنفیوں کے جذبات پر حملے کرنے اور ان کے اماموں پر بطاعن لایعنی و فحش بیانی پر ہی اکتفا نہیں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ دنیا بھر کے فقراء صوفیاء نقشبند۔ سادات عظام وسجادہ نشینوں کی بھی سخت توہین۔ تفسیق۔ تحقیر تکفیر کی ہے جن کی تعظیم وتکریم وعزت وحرمت کو حنفی مسلمان اپنا عین ایمان سمجھتے ہیں۔ بنظر اختصار صرف پچاس عبارتیں لکھی ہیں۔ نیز ان کی کتب فقہ سے ایسے ایسے اقتباسات اپنے اخبار اہلحدیث میں شائع کئے ہیں جنہیں پڑھکر ان لوگوں کی خاموشی ان کے عین صبر کی دلیل ثابت ہوتی ہے

باب ششم۔ فصل ج ثناء اللہ کے طرز کلام پر عجب تعجب ہے۔ اس فصل میں مستغیث کی وہ عبارتیں ہیں۔ جو اسنے مذہب شیعہ کے حق میں لکھی ہیں۔ عبارتیں بہت تھوڑی ہیں یعنی قریباً تیس۔ لیکن ان میں مستغیث نے اس دریدہ دہنی اور جرأت سے کام لیا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ مثال کے طور پر صرف دس ہی کافی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی نسبت یہ الفاظ لکھدیئے ہیں۔ بزدل۔ بیحیا دیوث۔ بے غیرت۔ اول الدیوثین وغیرہ حالانکہ حضرت علی وہ ہیں۔ جن کو دنیا بھر کے مسلمان واجب التعظیم۔ بزرگ۔ پیشوا۔ امام۔ خلیفہ حق اہلبیت رسول جانتے ہیں اور علاوہ اہل اسلام کے غیر مسلمان بھی اکثر ان کو ایک مقدس بزرگ سمجھتے ہیں۔ اور شیعوں کے اماموں کی نسبت پاگل وغیرہ لکھدیا ہے۔ حالانکہ شیعہ تو ان لوگوں کو اپنے پیغمبر کے نائب۔ خلیفے اور دیگر رسولوں کی طرح قابل تعظیم ومطاع جانتے ہیں۔ اور سنی مذہب کے مسلمان جملہ ان کو واجب التعظیم بزرگ مانتے ہیں۔ نیز مستغیث نے ایک ہی جملہ لکھکر دنیا بھر کے شیعہ سادات کرام کو جو اولاد رسول ہیں۔ نیم بسمل کر دیا ہے یعنی ان کو حرامزادے لکھدیا ہے۔

باب ہفتم ثناء اللہ کی حیثیت عرفی احمدیوں کے نزدیک۔ اس باب میں احمدیوں کی قریباً ۸۰ عبارتیں ہیں۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حملے انہوں نے کس طرح رد کئے ہیں۔ اور ان کے نزدیک اسکی حیثیت عرفی کیا ہے؟

باب ہشتم ثناء اللہ کی حیثیت عرفی حنفیوں کے نزدیک۔ اس باب میں حنفیوں کی قریباً ڈھائی سو عبارتیں ہیں۔ جس کے پڑھنے سے اسکی عزت اور حیثیت عرفی جو اسے حنفیوں کے نزدیک حاصل ہے معلوم ہوجاتی ہے۔ نیز اس باب میں اسکے ہم عمر مسلمانوں نے ثناء اللہ کے لٹریچر پر بھی کافی سے زیادہ روشنی ڈالی ہے۔ اور اس کے چال چلن اور رذائل کے حالات وعادات واطوار سب معلوم ہوسکتے ہیں۔

باب نہم ثناء اللہ کی حیثیت عرفی شیعوں کے نزدیک اس باب میں شیعوں کی قریباً (۸۰) عبارتیں ہیں۔

باب دہم۔ ثناء اللہ کی حیثیت عرفی اہلحدیث کے نزدیک۔ اس باب میں دکھایا گیا ہے کہ بڑے بڑے علمائے اہلحدیث کی رائے ثناء اللہ کی نسبت کیا ہے؟ اور انہوں نے کس طرح اور کن الفاظ سے اسے یاد کیا ہے اور ان کو اس پر کیا کیا خطابات ہیں۔ نیز اس باب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ کہ ثناء اللہ نے اسلام کو کس طرح تہ وبالا کر دیا ہے اس باب میں توضیح سے کام لیا گیا ہے کیونکہ وہ اسکے ہم مذہب علمائے اہلحدیث ہیں۔ اس باب میں جا بجا کفر کے فتوے کا بھی ذکر موجود ہے جو انہوں نے مستغیث پر لگایا ہے۔ نیز ان عبارات کی وضاحت سے یہ بھی ثابت ہوگا کہ دوسرے مذاہب کے علماء کی رائے اسکی نسبت حسد بخل عداوت پر محمول نہیں کی جاسکتی کیونکہ ان کے ساتھ اسکے اپنے ہم مذہب علماء کا بھی اتفاق ہے۔

باب یازدہم خلاصہ جرح۔ اس باب میں ان تمام درشت الفاظ کی فہرست ہے جو ان عبارات ومضامین وکتب واشتہارات واخبارات ولیفلٹ ہا سے ملتے ہیں جو ثناء اللہ کے مخاطب ہوکر لکھے گئے ہیں۔ تعداد ان الفاظ اور جملوں کی قریباً ایک ہزار ایک سو اٹھالوے ہے نیز ہر لفظ اور جملہ کے ساتھ ساتھ حوالہ مکمل دیا گیا ہے

باب دوازدہم۔ باب اللعن۔ یعنی لعنت کا بیان۔ اس باب مختصر میں چند ایسے جملے یا عربی عبارتیں لکھی ہیں جن کا مفہوم لعنت یا بیزاری ہے۔ کہ بحق مستغیث استعمال کی گئی ہیں

باب سیزدہم۔ خلق خدا کا کورس بحق مستغیث یہ ایک کھلا اور وسیع کورس ہے اس میں الف سے یا تک تمام الفاظ بطرز ڈکشنری لکھے گئے ہیں۔ اور اس سے مظہر نے یہ کہا یا ہے۔ کہ مستغیث پر اس کثرت سے ایسے الفاظ وارد کئے گئے ہیں کہ بے تکلف خاصہ کورس تیار ہوگیا ہے۔

باب چہاردہم باب الطیور یعنے جانوروں کا باب۔ اس باب میں ان جانوروں کی فہرست ہے جن سے ثناء اللہ مستغیث کو تشبیہ دی گئی ہے۔ تعداد ان جانوروں کی مختلف الفاظ میں قریباً پچاس ہے۔ حوالہ ساتھ ساتھ دیا گیا ہے عدالت عالیہ ملاحظہ فرمالیوے

باب پانزدہم خاتمہ۔ ڈیفنس۔ جو بعد جرح کے عدالت عالیہ میں خاکسار مظہر داخل کریگا یعنے لفظ "حرامزادے کی رسی دراز ہے" کے متعلق جسکے ملاحظہ سے معلوم ہو جاویگا کہ مظہر بالکل ناحق محض کسی سازش اور ذاتی عداوت وکدورت سے مقدمہ بنایا گیا ہے

مظہر خاکسار

ابوالبشیر۔ سید عنایت علی شاہ عنایت لغوی البخاری وزیر آبادی مستغاث علیہ

تاریخ داخلہ بیان تحریری ۱۴ مئی ۱۹۱۷ء

بعد بیان داخل کر دینے کے ثناء اللہ مستغیث پر جرح شروع ہوئی۔ جو سات گھنٹے کے بعد قریب چھ بجے شام کے ختم ہوئی۔ اس کے بعد اسکے گواہان استغاثہ امرتسر کے تین شخص گزرے اور بعد گواہوں پر جرح کرنے کے تاریخ مقدمہ ۶ جون ۱۹۱۷ء مقرر ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرا مقدمہ

سید عنایت علیشاہ ولد سید غلام مرتضیٰ بنام مولوی ثناء اللہ و دیگر مستغیث مستغاث علیہ

یہ مقدمہ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۷ء کو دائر ہوا۔ اور سردار بکرم صاحب مجسٹریٹ درجہ اول امرتسر کے سپرد ہوا اس کے بعد سردار سندر سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل کے اجلاس میں پیش ہوا۔ ثناء اللہ کی طلبی ہوئی۔ اور ۱۴ مئی ۱۹۱۷ء کو ہی بعد جرح دوسرے مقدمہ کے ثناء اللہ سے یکصد روپیہ کا مچلکہ لیا گیا اور تاریخ پیشی ۲ جون ۱۹۱۷ء مقرر ہوئی۔ تاریخ مقررہ کو گواہان استغاثہ مستغیث کی طرف سے پیش ہونگے

یہ مقدمہ اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء کے پرچہ صفحہ ۴ و ۵ کے ایک سخت دل آزار مضمون پر ہے پہلے استغاثہ لاہور کیا گیا تھا۔ وہاں سے صاحب مجسٹریٹ بہادر نے ہدایت کی کہ امرتسر میں بالمقابل کرو۔ لہذا اسی ہدایت پر یہاں کیا گیا تھا۔ ثناء اللہ مدعا علیہ نے لاہور کی نقل پیش کی کہ یہ لاہور میں خارج ہو چکا ہے۔ لیکن صاحب مجسٹریٹ بہادر امرتسر نے نقل کو پڑھکر فرمایا کہ یہ خارج نہیں۔ بلکہ امرتسر میں دائر کرنے کی ہدایت ہے فقط

تیسرا مقدمہ

حکیم ابوتراب محمد عبدالحق صاحب امرتسری بنام مولوی ثناء اللہ امرتسری مستغیث

اسکی تاریخ پیشی ۲۴ مئی ۱۹۱۷ء ہے۔

فاروق ایجنسی میں جو کتابیں ہیں جلد منگوالو پھر بالکل نہیں ملینگی۔

(۲) خریداران فاروق ایک ایک خریدار اور دیں کیونکہ موجودہ تعداد خریداران اس قدر کم ہے کہ اخبار اپنا خرچ نہیں چلا سکتا۔ **مینجر**

عریضۂ اکمل

بخدمت

شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش

سیال کوٹ

معزز ناظرین فاروق والفضل کو معلوم ہے۔ کہ مینے اس حوالہ کے متعلق جو مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف منسوب کیا کہ جب آنحضرت شکم عفیفہ آمنہ میں تھے تو فرشتہ نے انہیں کہا۔ کہ اس کا نام احمد رکھنا۔ بارہا دریافت کیا کہ یہ مسیح موعود کی کس کتاب یا اشتہار میں ہے مگر اس چھوٹی سی بات کا کبھی جواب نہیں دیا گیا مینے شیخ مولا بخش صاحب سے خصوصیت سے اسلئے دریافت کیا کہ آپنے ایک رسالہ لکھا ہے اور اسمیں یہ حوالہ حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا۔

شیخصاحب بجائے اسکے کہ مجھے جواب دیتے اپنے احمدی بھائیوں کی عیب چینی کرنے لگے۔ اور ان کی صحیح یا غیر صحیح لغزشوں کو اخبار میں اشاعت کی فلاں نے غیر احمدی کا جنازہ پڑھا۔ اور فلاں نے غیر احمدی کو لڑکی دی۔ میں حیران ہوں۔ اس سے میرے سوال کے جواب کو کیا تعلق ہے؟ کسی مذہب کے پیروؤں کی لغزش یا خطا کاری سے مذہب کی صداقت پر کوئی حرف نہیں لا سکتی اگر کوئی احمدی مبائع لڑکی غیر احمدی کو دیتا ہے یا غیر احمدی کا جنازہ پڑھتا ہے تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ سیدنا محمود کا عقیدہ غلط ہے جبکہ میں لاکھوں مسلمانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ سیدنا محمد رسول اللہ کے متبع اور امتی ہونے کے مدعی ہیں اور ان کے اعمال اور عقائد اس برگزیدہ نبی کے احکام کے خلاف ہیں تو کیا اس سے کسی بد باطن کا یہ اعتراض صحیح ہو سکتا ہے کوئی کیم غلطی پر ہیں۔ یا ان کا مذہب عالمگیر نہیں جبکہ خود ان کے اپنے پیروؤں کا طرز عمل اسکے خلاف ہے پھر جو واقعات ہمیں سنائے جاتے ہیں قرآنی حکم کے مطابق ہم مجبور ہیں کہ ان کی تحقیقات کامل کرکے پھر انہیں تسلیم کریں اور مجھے اس چھوٹے سے مضمون میں جو تجربہ ہوا۔ اور جو کہ مینے مشاہدہ کیا۔ اسکی بنا پر کم از کم میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ شیخصاحب نے جو واقعات بیان کئے وہ درست ہیں۔

۲۔ آپنے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تین سوال حل کروں تب مجھے آپ اس کتاب یا اشتہار کا نام بتائیں گے جس سے آپنے احمد نام رکھنا والا حوالہ لیا۔

میں آپکے سوالات کا جواب عرض کرتا ہوں۔ مگر میں اس فقرہ کے معنے خوب سمجھتا ہوں۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپنے رسالہ میں جو فقرہ لکھا ہے احمد نام رکھنے والا وہ حضرت اقدس کی کتاب یا آپکے اشتہار سے ہرگز نہیں دکھا سکتے۔ شیخصاحب میں زیادہ عرض کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ آپ میری توقع کے خلاف زود رنج اور گستاخی معاف چھوٹے ہتھیاروں پر اُتر آنے والے آدمی معلوم ہوتے ہیں ورنہ آپکے ہنس مکھ ہونے سے میں سمجھا تھا کہ آپ خوش مزاج ہیں اور بڑا حوصلہ رکھتے ہیں۔ لیکن آپنے برافروختہ ہو کر مجھے نوٹس دیا ہے کہ میں تمہارا کچا چٹھا شائع کر دونگا۔ یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا ؎

مرغوب تمنا ہے محبوب دل و جان ہے
ہر وضع جفا تیری۔ ہر شیوہ کیں تیرا

مگر میں اتنا کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ دین میں تقوی کی ضرورت ہے۔ یا جالاکی کی۔ آپنے جو لکھا ہے کتاب یا اشتہار سے دکھا دوں گا تو کیا آپنے یہ جانتے ہوئے نہیں لکھا۔ کہ حضرت اقدس کی کتاب یا اشتہار سے نہیں بلکہ آپ کہدینگے مینے حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ کے رسالہ اسمہ احمد سے لیا تھا اور پھر سوال کرنے پر کہدینگے کہ اجی مینے کب کہا تھا کہ حضرت اقدس کی کتاب یا اشتہار سے دکھا دوں گا۔ بہر حال آپ کے سوالات کا جواب حسب ذیل ہے۔

پہلے سوال کا جواب ۔ مینے ۸ مئی ۱۹۱۷ء کے الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں لکھا تھا۔

"جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں ہمارے پاس ایسی کوئی تحریر حضرت اقدس مسیح موعود کی نہیں پہنچی نہ ہمنے دیکھی نہ اب موجود ہے۔ جس کے رو سے احمد اور احمدیوں کی شکل سے بیزار لوگوں کا جنازہ پڑھنے کا جواز نکلے"

آپ مجھ سے میر حامد شاہ صاحب کے اصل خط کا مطالبہ کرتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کیوں؟ پہلے آپ اپنا دعویٰ صحیح طور سے لکھئے اگر میں اور آپ بغیر دیکھنے اس خط کے ہی مندرجہ بالا تحریر پر متفق ہیں تو اصل خط کی کیا ضرورت ہے؟

اوپر کی عبارت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت اقدس نے کوئی ایسی تحریر میر حامد شاہ صاحب کے نام نہیں بھیجی۔ جسمیں یہ ذکر ہو۔ کہ احمد اور احمدیوں کی شکل سے بیزار کا جنازہ پڑھ لو۔

(ا) کیا آپ اس شخص کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں جو احمد (جس کے نام پر مولوی محمد علی صاحب بیعت لیتے ہیں) اور احمدیوں کی شکل تک سے بیزار ہو۔ بجائیکہ ایسا شخص ضرور مکذب بالجہر ہوگا۔ اور حضرت اقدس کو کافر اور مفتری سمجھتا ہوگا۔

میں حسن ظن سے کام لیکر کہہ سکتا ہوں کہ آپ جائز نہیں سمجھتے تو پھر کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ حضرت اقدس نے کوئی ایسی تحریر لکھ دی ہو۔ کہ ایسے شخص کا جنازہ پڑھ لو۔

(ب) اگر آپ کے نزدیک احمد اور احمدیوں کی شکل سے بیزار کا جنازہ جائز ہے تو مہربانی سے وہ تحریر حضرت اقدس کی پیش کریں۔ یا حلفیہ شہادت پیش کریں کہ ایسی تحریر دیکھی ہے۔

۲۔ پھر میری تحریر میں لکھا ہے کہ میر حامد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ ایسی تحریر حضرت اقدس کی موجود نہیں اگر حضرت اقدس کی دستی تحریر متعلق جواز جنازہ غیر مبایعین (بالخصوص جو احمد اور احمدیوں کی شکل سے بیزار ہیں) موجود ہے تو آپ میر حامد شاہ صاحب سے لکھا دیں کہ موجود ہے پھر پہلی اطلاع کی تردید کرنا میرا فرض ہوگا۔ یا میر حامد شاہ صاحب سے لکھدیں۔ آپ خود ہی حلفیہ لکھدیں کہ ایسی تحریر موجود ہے۔ یا کم از کم ۲۵ مارچ ۱۹۱۵ء کو موجود تھی۔ اگر آپ بھی یہ کہیں کہ موجود نہیں تو پھر مجھ سے اختلاف کیا ہوا؟ جس کی بنا پر مجھ سے اصل خط کے شائع کرنیکا مطالبہ ہے۔

تیسری بات جسنے یہ لکھی کہ میر حامد شاہ صاحب نے حضرت اقدس کی ایسی کوئی تحریر نہیں دیکھی جس میں احمد اور احمدیوں کی شکل سے بیزار کا جنازہ جائز ہو۔ اگر میر صاحب موصوف نے ایسی کوئی تحریر دیکھی ہے تو آپ ان سے لکھوادیں تب میں مان لوں گا کہ میں نے غلط لکھا تھا۔

دوسرے سوال کا جواب

منشی فضل کریم صاحب کی بیعت جس الفضل میں میں نے لکھی تھی اس کا حوالہ دیں پھر میں اس کا جواب دونگا مجھے یاد نہیں نہ معلوم ہے کب لکھا اور میں نے لکھا۔ یا کسی اور نے

تیسرے سوال کا جواب

آپ لکھتے ہیں:۔

"القول الفصل صفحہ ۲۴ پر جناب میاں صاحب فرماتے ہیں"۔

"جب حضرت مرزا صاحب کو خدا نے کہا تو نبی ہے کوئی جزوی نبوت پانے والا نہیں بلکہ نبی ہے"۔

مہربانی کر کے وہ حضرت صاحب کا الہام یا حوالہ جس کتاب میں ہو اخبار میں شائع کر دیں۔

شیخ صاحب دیانت بڑی اچھی چیز ہے۔ میں نے القول الفصل کا صفحہ ۲۴ دیکھا۔ وہاں ہرگز وہ عبارت نہیں جو آپنے ان ورنڈ کا مازمیں دی کہ "جب حضرت مرزا صاحب کو خدا نے کہا تو نبی ہے کوئی جزوی نبوت پانے والا نہیں" وہاں تو لکھا ہے۔

لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ ۲ اور ۳ سے ثابت ہے آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں"۔ فقرہ نمبر ۲ و ۳ عتاب ہے" اور

معلوم ہوا" صاف ظاہر کرتا ہے کہ حضرت میانصاحب نے حضرت اقدس کی کسی عبارت سے آ استنباط کیا ہے۔ اصل الہام آپ نقل نہیں کر رہے اور جہاں سے آپنے یہ استنباط کیا۔ اسکا حوالہ بھی ساتھ ہے کہ فقرہ نمبر ۲ و ۳ = اور یہ فقرے حقیقۃ الوحی کے القول الفصل صفحہ ۲۱ پر منقول ہیں۔ آپ یہ بحث کو لیجئے کہ ان فقروں سے ایسا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ کہ مسیح موعود مسیح ناصری سے افضل تھے اور جزوی نبوت پانے والے نہیں۔ بلکہ نبی ہیں

(الحمل)

ہم بھی ہوں در پئے انکار تو کچھ دور نہیں
کہ تری جور نمایاں کا تقاضا ہے یہی

پچھلے دنوں شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہوس لاہوری بٹالہ آئے تو کسی خیال سے وہ مقبرہ بہشتی قادیان میں بھی آ گئے وہاں کچھ درخت نیلام ہو رہے تھے اسلئے چند احباب جمع تھے ان میں سے بعض نے شیخ صاحب سے کہا کہ قادیان میں چلئے مگر انہوں نے انکار کیا حضرت میانصاحب کو علم ہوا تو وہ بنفس نفیس چل کر گئے اور وہاں انکی مناسب خاطر تواضع کی۔ اسپر پیغام لکھتا ہے کہ میانصاحب نے اپنا طرز عمل بدل دیا۔ حالانکہ ہمارا طرز ابتدا سے یہی ہے۔ طرز بدلا تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے۔ دیکھو حضرت میانصاحب لاہور گئے تو پیغام بلڈنگس کے بطن احباب نے چاہا کہ آپ استقبال کے لئے سٹیشن پر جائیں مگر مولوی محمد علی صاحب نے شاہی ہال (مسجد) میں اس وجہ ایک تقریر کی کہ وہ میرا دشمن ہے وہ میرا مخالف ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہے وہ ہے اگر تم ایسے ہی بے غیرت ہو تو جاؤ جس پر کوئی نہ دیگا۔ پھر مجھ تن بارتی سے کسی کو بحث نہ ہوئی کہ دعوت ہی کرنا آخر حضرت میاں صاحب اللہ کے محسن ہادی کی ذریت طیبہ تھے۔ بلکہ وہاں بھی حضور ہی کے ایک متبع نے مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کی دعوت کی مگر انہوں نے قبول نہ کی پھر ایک فتنہ کی آگ بھڑکانے کے خیال سے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض رفقاء یہاں آئے حضرت میاں صاحب (مولانا شیر علی صاحب کو کہ وہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ بھی تھے۔ ان کی ضد میں بھیجا۔ کہ آپ چلئے وغیرہ قبول فرماویں مگر مولوی محمد علی صاحب نے نہایت حقارت سے اس دعوت کو رد کیا اور جھگڑے کی طرح ڈالی مگر چونکہ مولوی شیر علی صاحب کو ہدایت تھی کہ وہ کسی تنازع کی بات کا ذکر نہ کریں اسلئے وہ خموش رہے اور مؤدبانہ ان کیساتھ رہے اور جواب لیکر واپس آئے پھر ڈیرہ غازیخان میں مولوی عزیز بخش صاحب کو دعوت دی گئی اور ایسی بیسیوں مثالیں ہیں۔ پس دعوت دینا ابتدا سے ہمارا طریق ہے۔ جس پر اب کے بھی ہمنے عمل کیا اور دعوت کا انکار آپ کا شیوہ خاص ہے اسکو توڑا۔ تو آپکے ایک فرد نے ۔ اسی سے جواب طلب کریں۔ ہمارا کچھ قصور نہیں (۲۰ مئی ۱۷ء)

سفارش ان سے کرے کون جان غم کی
کہ یہ غریب ہے ناحق ستائی جاتی ہے

معذرت۔ افسوس ہے کہ ان پر دو مضامین کے شائع ہونے میں بہت دیر ہو گئی (ایک مہینہ)

بقیہ خبریں

لنڈن پر ہوائی حملہ ہوس آف کامنز میں سر جی کیوٹے نے بیان کیا۔ کہ ہوائی جہازوں کے حملے سے کل ۱۰۴۔ اشخاص ہلاک ۱۴۵ سخت مجروح ہوئے اور ۲۶۹ کو خفیف زخم آئے انمیں ۲۰ بچوں کا نقصان بھی شامل ہے

لنڈن ۱۴ جون۔ ہوس آف کامنز میں لارڈ ڈربی نے بیان کیا کہ ہوائی حملہ میں جو نقصان جان ہوا۔ انمیں کوئی فوجی سپاہی نہ تھا اور نہ دشمن کا کوئی ہوائی جہاز گرایا نہیں گیا تھا۔

خبریں

انگلستان میں مزدوروں کی ہڑتال ختم ایک تازہ تار سے یہ معلوم کر کے گونہ اطمینان ہوتا ہے۔ کہ آخر کار انگلستان میں مزدوروں۔ کارکنوں اور انجینیروں کی ہڑتال کا خاتمہ ہو گیا۔ پچھلی ولایتی ڈاک کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریب چار ہفتے تک انگلستان کے بڑے بڑے کارخانوں کے مزدوروں اور انجینیروں نے کام چھوڑ دیا تھا۔ بہرحال یہ غنیمت ہے کہ رفتہ رفتہ یہ ناعاقبت اندیش مزدور راہ راست پر آگئے ہیں۔ اور اب قریب قریب تمام بڑے بڑے کارخانوں میں بدستور کام ہو رہا ہے۔

ایران کی جدید وزارت دولت ایران کے متصل مقیم شملہ کے نام طہران سے ایک تار آیا ہے کہ ہز مجسٹی وصف الدولہ کے مستعفی ہو جانے پر ہز امپیریل مجسٹی شاہ ایران نے ہز ہائنس شاہزادہ علاؤ السلطنت کو ایران کا وزیر اعظم مقرر کیا ہے جنہوں نے اپنی جدید وزارت میں حسب ذیل اراکین کو شامل کیا ہے۔ شاہزادہ علاؤ السلطنت۔ وزیر اعظم و وزیر خارجہ مستشار الدولہ وزیر عام مستفید المعاملات وزیر داخلہ ممتاز الدولہ وزیر انصاف۔ حکیم الملک وزیر تعلیم نصیر الملک وزیر ڈاکخانہ و تار۔ ایران کی موجودہ حالت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ولایتی ڈاک میں ایران کے جو کوائف شائع ہوتے رہتے ہیں ان سے یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ یہاں بدستور بدامنی و بدنظمی کا دور دورہ ہے

ہندوستانی قرضہ جنگ کی مقدار گذشتہ جمعہ کی شام کو ہندوستان کے تاریخی قرضہ جنگ کی اشاعت سرکاری خزانوں میں بند کر دی گئی ہے اور اگرچہ ابھی مکمل حسابات کی ترتیب میں کئی روز درکار ہوں گے۔ لیکن اسوقت تک کے حساب سے یہ دریافت کر کے بہت کچھ اطمینان ہوتا ہے کہ وصول شدہ روپے کی مقدار چالیس کروڑ تک جا پہنچی ہے۔ اور ڈاکخانہ کے ذریعہ سے قرضہ میں حصہ لینے کا سلسلہ چونکہ ابھی ۱۵۔ اکتوبر تک جاری رہیگا۔ اس لئے آخری ممبر مال کی توقع سے لگتا (۴۵ کروڑ) روپیہ وصول ہونے کی امید باندھی جا سکتی ہے جہاں تک صوبجات کی امداد کا تعلق ہے بمبئی نے ۱۲ جون کو "قرضہ جنگ کا دن" منانے میں غیر معمولی جد و جہد سے کام لیکر ۱ کروڑ ۴۲ لاکھ روپیہ کی مجموعی امداد سے اول نمبر اپنے لئے محفوظ کر لیا ہے اور اسکے بعد بنگال نے ۱۰ کروڑ ۳۰ لاکھ سے زیادہ روپیہ پیش کیا ہے تیسرا نمبر صوبجات متحدہ کا ہے جس کی امداد تین کروڑ ۲ لاکھ ۵۴ ہزار تک پہنچتی ہے پنجاب نے ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ کے قریب دیا ہے۔ لیکن ریاست بہاولپور کی ۴۰ لاکھ کی امداد بھی شامل کر لیجائے تو اسکا نمبر صوبجات متحدہ سے بڑھ جاتا ہے مدراس سے ۲ کروڑ ۱۱ لاکھ ۳۳ ہزار۔ برما سے ایک کروڑ ۹۳ لاکھ ۵۵ ہزار ممالک متوسط سے ۷۱ لاکھ ۱۲ ہزار بہار و اڑیسہ سے ۴۷ لاکھ ۵ ہزار اور آسام سے ۸ لاکھ ۲۷ ہزار روپے دیسی ریاستوں میں اول نمبر گوالیار کا ہے جس نے ۸۸ لاکھ ۲۱ ہزار قرض دیا ہے اسکے بعد حیدر آباد کا قرضہ ۷۵ لاکھ میسور کا ۵۲ لاکھ ۳ ہزار۔ بہاولپور کا ۴۰ لاکھ۔ بڑودہ کا ۳۱ لاکھ ۵۷ ہزار رہا ہے کانپور کو ایک کروڑ ۴ لاکھ کی امداد سے ہندوستان کے شہروں میں تیسرا نمبر حاصل ہوا ہے اور صرف بمبئی و کلکتہ کے عظیم الشان تجارتی مقامات کو اس سے فائق رہنے کا موقعہ ملا ہے۔

مسیز بیسنٹ کی نظر بندی۔ ۱۲ جون کو افسران محکمہ سی۔ آئی ڈی نے اخبار نیوز انڈیا کے دفتر میں آکر مسیز اینی بیسنٹ۔ مسٹر جی۔ ایس ارنڈیل اور مسٹر بی۔ پی واڈیا ہز اکسلنسی گورنر مدراس کے احکام جو قانون تحفظ ہند کے ماتحت صادر کئے گئے ہیں بدین مطلب حوالہ کر دئے کہ وہ کسی پبلک جلسہ میں حصہ لینے۔ کوئی لیکچر دینے یا تقریر کرنے۔ اپنی مرتب کی ہوئی کسی تحریر یا تقریر کی اشاعت کرانے سے محترز رہیں۔ اپنی خط و کتابت سنسر شپ کے ماتحت رکھیں اور ایک مہلت مقررہ کے اندر مدراس و ضلع چنگل پٹ میں رہنا ترک کر دیں اور ضلع نیلگری کوئمبٹور۔ بیلاری کوہ بالنی۔ کوہ شیوارائے وغیرہ میں قیام کریں۔

۔۔۔ میں سے کسی ایک مقام میں حکومت اختیار کریں۔